ہندوپاک کے

فقہی مکاتب فکر

اور اسلامی فرقے

محمد عبدالرشید ندوی

ناشر

مکتبة الشباب العلمیة (الجدیدة)

ٹیگور مارگ، ندوہ روڈ، لکھنؤ-۲۰

ہندو پاک کے
فقہی مکاتب فکر
اور اسلامی فرقے

محمد عبدالرشید ندوی (ریاض)

تفصیلات

نام کتاب: ہندو پاک فقہی مکاتب فکر اور اسلامی

مصنف: محمد عبدالرشید ندوی (ریاض)

کمپوزنگ: ندوہ کمپیوٹر سنٹر، ندوہ روڈ، لکھنؤ-۲۰

ناشر: مکتبۃ الشباب العلمیہ
ٹیگور مارگ، ندوہ روڈ، لکھنؤ-۲۰

سنہ اشاعت: فروری ۲۰۱۲ء

پہلا ایڈیشن: ۱۰۰۰

قیمت: ۳۰/روپیہ

ملنے کے پتے

مکتبۃ الشباب العلمیۃ، برولیا، ٹیگور مارگ، لکھنؤ۔

مکتبہ ندویہ، پوسٹ بکس ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ۔

مکتبہ اسلام، گوئن روڈ، لکھنؤ۔

	فہرست	
۱	مقدمہ	۴
۲	پیش لفظ	۵
۳	فقہی مسالک اوردینی جماعتوں میں فرق	۷
۴	ہندوپاک میں حنفی مسلک کی آمدوترقی	۸
۵	احناف اوراہل حدیث	۱۲
۶	عقائد علماء احناف اوراہل حدیث	۱۳
۷	دیوبندی اور بریلوی	۱۴
۸	بریلوی جماعت	۱۵
	(الف) حضرت محمد مصطفیٰ ؐ عالم الغیب ہیں	۱۸
	(ب) حضورؐ اور دیگراولیاء ہروقت ہرجگہ حاضروناظر ہوسکتے ہیں	۱۸
	(ج) حضورؐ انسان نہ تھے بلکہ نورتھے	۲۰
	(د) حضورؐ مختارکل ہیں	۲۱
۹	شیعہ فرقہ	۲۳
	شیعہ فرقہ کے بنیادی عقائد	۲۴
	اہل قرآن فرقہ	۲۸
	اس فرقہ کے خاص خاص عقائد یہ ہیں	۳۱
۱۰	قادیانی فرقہ	۳۷
۱۱	حواشی	۴۴

مقدمہ

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم ۔

پیش نظر مختصر سا رسالہ ''ہندوپاک کے فقہی مکاتب فکراوراسلامی فرقے'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۲ء میں اور دوسرا ایڈیشن فروری ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا تھا۔

موضوع کے اعتبار سے اردو زبان میں ایسا کوئی رسالہ میرے علم میں نہیں ہے، جس میں اتنی جامعیت سے فقہی مکاتب اور اسلامی فرقوں کا تعارف کرایا گیا ہو، اور عام پڑھے لکھے شخص کی سمجھ میں بھی آجائے، یہی وجہ ہے کہ اس رسالہ کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی، اور لوگوں نے اسے بہت پسند کیا۔

اس کتاب کا تیسرا اڈیشن معمولی اصلاح وترمیم کے بعد آپ کے ہاتھوں میں ہے، اس کی اشاعت کے لئے میں جناب سید ہاشم بھٹکلی ندوی صاحب کا ممنون ومشکور ہوں، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو موصوف کے لئے اور میرے لئے توشہ آخرت بنائے۔ (آمین)

وصلی الله علی خير خلقه محمد وعلی آله وصحبه اجمعين.

محمد عبدالرشید ندوی

ندوی منزل، ٹیگور مارگ، لکھنؤ

۱۴؍فروری ۲۰۱۲ء

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

۱۹۷۷ء میں جب میں تعلیم کی غرض سے سعودی عرب آیا تو عام ہندوستانی اور خصوصاً پاکستانی بھائیوں کومختلف مسلکوں اور جماعتوں کے بارے میں مختلف سوالات کرتے ہوئے پایا، ان سوالوں سے میں نے یہ اندازہ لگایا کہ چونکہ ان لوگوں کے ذہن میں مختلف دینی جماعتوں اور مسلکوں نیز گمراہ فرقوں کے درمیان فرق واضح نہیں ہے اسی لئے یہ لوگ اس قسم کے سوالات کرتے ہیں۔

پیش نظر رسالہ اسی طرح کے سوالات کا جواب ہے، جو اصلاً اس مقالہ کی تمہید کا ایک حصہ ہے جو میں امام محمد بن سعود اسلامی یونیورسٹی ریاض، سعودی عرب" کے زیر اہتمام ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے عربی زبان میں لکھ رہا تھا۔ مقالہ کا عنوان تھا "چودھویں صدی ہجری کے مفسرین اوران کی تفسیریں" افادہ عام کی غرض سے میں نے خوداس کا اردو ترجمہ کیا اور اس میں بہت سی معلومات کا اضافہ کر کے ماہنامہ "محکمات" کانپور میں شائع کرادیا جسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا۔

چونکہ یہ مضمون عربی زبان میں لکھا گیا تھا اوراس کا بعض حصہ اردو کتابوں سے عربی زبان میں منتقل کیا گیا تھا لیکن اس کا اردو ترجمہ کرتے وقت اصل اردو مراجع دستیاب نہیں تھے اس لئے عربی سے پھر اردو میں اس کا ترجمہ کرنا پڑا، اس لئے ممکن ہے اردو مراجع کی عبارتیں

حوالہ کی عبارتوں سے مختلف ہوں، البتہ دونوں کا مفہوم انشاءاللہ ایک ہی ہوگا۔

اس کتاب کا پہلا اڈیشن ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا تھا اور کئی سال پہلے ختم ہو چکا تھا اس لئے اب یہ دوسرا ایڈیشن مزید اضافوں اور نظر ثانی کے بعد حاضر خدمت ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قارئین کے لئے مفید اور مولف وناشر کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وأصحابہ اجمعین.

محمد عبدالرشید ندوی

مقیم ریاض، سعودی عرب

یکم فروری ۲۰۰۰ء

فقہی مسالک اوردینی جماعتوں میں فرق؟

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين.

پہلی صدی ہجری ہی میں مسلمان دوفرقوں میں تقسیم ہوگئے، ایک طبقہ اہل سنت والجماعت یعنی سنی کہلایا۔ دوسرا طبقہ اہل تشیع یعنی شیعہ کہلایا۔ پھر آگے چل کر اہل سنت والجماعت فقہی اعتبار سے پانچ مکتب فکر یا مسلک میں بٹ گئے۔حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور اہل حدیث۔ان پانچوں مسلک کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ یہ تمام مسالک قرآن وحدیث سے ماخوذ ہیں اورحق پر ہیں، جوشخص ان میں سے کسی پر بھی عمل کرلے گا وہ انشاء اللہ آخرت میں کامیاب وکامراں ہوگا۔اس کے علاوہ باقی دینی فرقے یاجماعتیں یاتو گمراہ ہیں یا پھراسلام سے خارج ہیں، چنانچہ ساری دنیامیں یہی پانچ مسلک رائج ہیں۔

براعظم ایشیاء کے اکثر حصے میں امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر، براعظم افریقہ کے اکثر حصے میں امام مالکؒ کے مسلک پر، انڈونیشیا اور ایشیاء کے جنوبی جزائر میں امام شافعیؒ کے مسلک پر، اورسعودی عرب میں امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر عمل ہوتا ہے۔مسلک اہل حدیث پرعمل کرنے والے لوگ ہرملک میں کچھ نہ کچھ موجود ہیں، ان مسالک کے حامی علماء نہ توایک دوسرے کوکافرکہتے ہیں اورنہ ایک دوسرے کوبرا بھلا کہتے ہیں، بلکہ دوسرے مسلک والوں کوبھی حق پرسمجھتے ہیں، البتہ اپنے مسلک کو دوسرے سے بہتر سمجھتے ہیں۔ان پانچوں مسلکوں میں جواختلاف ہے وہ صرف قرآن وحدیث کوسمجھنے اوران سے مسائل کا استنباط واستخراج کرنے میں ہے۔

ہندوپاک میں حنفی مسلک کی آمدوترقی

شمالی ہندوستان (۱) میں حنفی مسلک پہلی صدی ہجری میں اسلامی فتوحات کے ساتھ آیا، البتہ جنوبی ہندوستان خصوصاً مدراس، ملیبار اورکوکن میں شافعی مسلک مختلف عرب تاجروں کے ذریعہ آیا، علماء احناف نے علم فقہ اوراصول فقہ پر بڑی محنت کی، اس لئے حنفی مسلک جنوبی ہندوستان کے علاوہ سارے ہندوستان میں پھیل گیا، البتہ سندھ میں ابتدائی چارصدیوں تک علم حدیث پھیلتا اورترقی کرتا رہا، اورثقافتی وتمدنی اعتبار سے سندھ اسلام کے قلعوں میں سے ایک قلعہ بن گیا۔

چوتھی صدی ہجری کے بعد یہاں بھی علم حدیث عنقاء ہوگیا، یہ وہ دورتھا جب سندھ سے عربوں کی حکمرانی ختم ہوگئی اورغزنویوں پھرغوریوں کی حکومت ہوگئی، یہ حال دسویں صدی ہجری تک رہا۔علماء احناف فقہ واصول فقہ تک محدود ہوکررہ گئے، وہ بھی تقلیداً نہ کہ تحقیقاً۔حنفی مسلک کے لئے تعصب اورتنگ نظری بڑھ گئی، یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی پرسب سے زیادہ شروح وحواشی لکھے گئے، نصوص ومحکمات کوچھوڑکرفتاویٰ اورروایات پرانحصارکرلیا گیا، مسائل واجتہادات کواحادیث سے تطبیق دینا چھوڑ دیا گیا۔(۲) یہی حال سارے ہندوستان (۱) کا رہا، یہاں تک کہ مولانا عبدالحق محدث دہلوی (۹۵۶-۱۰۵۲ھ) نے گیارہویں صدی ہجری میں حدیث اورعلم حدیث کوتعلیم وتدریس اورتصنیف وتالیف کے ذریعہ ہندوستان میں دوبارہ متعارف کرایا۔ پھرشاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴-۱۱۷۶ھ) اوران کے تینوں صاحبزادے شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ رفیع الدینؒ کا دورآیا۔ان حضرات کی وجہ سے ہندوستان (۱) میں دوبارہ حدیث اورعلم حدیث کا احیاء ہوا، اورمذہبی تعصب آہستہ

آہستہ ختم ہونے لگا، اور لوگ ذہنی طور پر مذہبی تقلید اور جمود سے آزاد ہونے لگے۔(۳)

شاہ ولی اللہ دہلوی کی آراء وافکار سے اکثر علماء براہ راست یا بالواسطہ متاثر ہوئے، اجتہاد وتقلید کے سلسلہ میں شاہ صاحب کے جو نظریات وافکار تھے ان کو بالواسطہ مختلف علماء نے مختلف انداز سے سمجھا اور اختیار کیا، پھر آگے چل کر بعض علماء نے اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق اور مغربی علوم افکار سے متاثر ہو کر کچھ نئے نظریات پیش کئے، ان ہی نظریات کی بناء پر کچھ نئے فرقوں کی بنیاد پڑی، جن میں سے بعض تو گمراہ ہیں اور بعض خارج از اسلام ہیں، ان فرقوں کی وجہ سے ہندوستانی معاشرہ اور صحیح اسلامی فکر پر مضر اثرات پڑے۔

شاہ صاحب نے اجتہاد وتقلید کے موضوع پر ایک رسالہ "" عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید "" کے نام سے تحریر کیا ہے جس میں علماء کے لئے تقلید کو حرام قرار دیا ہے اور عوام الناس کے لئے تقلید کو لازم قرار دیا ہے۔ آپ اصولی طور پر حنفی المسلک تھے لیکن ہر مسئلہ میں تحقیق وجستجو کے بعد ہی امام ابوحنیفہؒ کا مسلک اختیار کرتے تھے۔ اگر تحقیق کسی اور امام کے مسلک کو درست ثابت کرتی تھی تو امام ابوحنیفہؒ کا مسلک چھوڑ کر دوسرے امام کا مسلک اختیار کر لیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ شاہ صاحب کا عمل مختلف مسالک پر ملتا ہے۔ آپ نے اندھی تقلید اور وراثتی تعصب پر محض تنقید ہی نہیں کی بلکہ اپنے بعد آنے والوں کے لئے تحقیق وجستجو کی راہ بھی متعین کی اور شرعی مسائل کو کتاب وسنت کے دلائل و براہین سے آراستہ کرنے کی بنیاد ڈالی۔(۴)

جو علماء شاہ صاحب کے نظریات وافکار سے متاثر ہوئے وہ اولاً دو بڑے طبقوں میں تقسیم ہو گئے، پہلا طبقہ وہ ہے جس نے چاروں ائمہ میں سے کسی ایک امام کی تقلید کو ضروری

قرار دیا، اس طبقہ میں علماء احناف پیش پیش رہے، دوسرے طبقہ نے کسی بھی امام کی تقلید کو ناجائز قرار دیا، یہ طبقہ ''اہل حدیث'' یا ''سلفی'' کہلایا۔

ہندوپاک میں چونکہ حنفی مسلک مقبول ورائج ہے اور اس پر سب سے زیادہ کام بھی ہوا ہے اس لئے تقلید کے مسلک کی حمایت کے لئے علماء احناف ہی آگے آئے، جن کے سرخیل مولانا عبدالعلی بن نظام الدین (۱۱۴۴-۱۲۳۵ھ) اور مولانا عبدالحی بن عبدالعلیم لکھنوی (۱۲۶۴-۱۳۰۴ھ) ہیں، ان دونوں حضرات کے بعد یہ ذمہ داری علماء دارالعلوم دیوبند نے سنبھال لی، جو ۱۸۶۷ء مطابق ۱۲۸۳ھ میں عالم وجود میں آیا۔ ہندوپاک میں آج بھی یہ خدمت دارالعلوم دیوبند اور فکری طور پر اس سے متعلق ادارے، مثلاً دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنو، مظاہر علوم سہارنپور، دارالعلوم کورنگی کراچی، جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، دارالعلوم اکوڑہ خٹک وغیرہ انجام دے رہے ہیں، جن کا منبع اصلاً فکر ولی اللہی ہی ہے۔

علماء اہل حدیث کے سرخیل شیخ فاخر بن یحی عباسیؒ، شیخ نذیر حسین محدث دہلویؒ (متوفی ۱۳۲۰ھ) اور نواب صدیق حسن قنوجی (۱۲۳۸-۱۳۱۰ھ) ہیں، ان حضرات کے نزدیک کسی امام کی تقلید کسی حال میں جائز نہیں، بلکہ براہ راست قرآن وحدیث سے مسائل اخذ کر کے اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔(۵)

موجودہ دور میں یہ ذمہ داری ہندوستان میں ''جمعیۃ اہل حدیث'' دہلی اور دیگر ادارے، پاکستان میں ''جمعیۃ اہل حدیث'' لاہور اور دوسرے ادارے انجام د ے رہے ہیں۔

البتہ یہ الگ ایک سوالیہ نشان ہے کہ جب اہل حدیث مستقل ایک مکتب فکر یا

مسلک بن گیا اور اس کو اختیار کرنے والے عالم بھی ہیں اور جاہل بھی، تو ''اہل حدیث'' مسلک سے منسلک جاہل عوام بغیر قرآن واحادیث پڑھے ان پر کیسے عمل کرتے ہیں؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ان کے جاہل بھی اپنے علماء سے مسائل معلوم کرتے ہیں اور پھر ان ہی کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرتے ہیں۔ کیا یہ تقلید نہیں ہے؟

کیا صرف ائمہ اربعہ کے قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنا ہی تقلید ہے، اور اہل حدیث علماء کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنا تقلید نہیں ہے؟ یا پھر مسلک ''اہل حدیث'' سے وابستہ سارے ہی لوگ عالم وفاضل ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ مسلک ''اہل حدیث'' پر عمل کرنے والوں کی اکثریت بھی دوسرے مسالک پر عمل کرنے والوں کی طرح جاہل ہی ہے عالم نہیں۔

بہرحال یہی پانچوں مسلک حق پر ہیں، ان کے علاوہ باقی تمام مسلک، جماعتیں، فرقے، گمراہ ہیں یا اسلام سے خارج ہیں۔

احناف اور اہل حدیث

ہندوپاک کے تمام سنی مسلمان فقہی اعتبار سے دومسلکوں پر عمل پیرا ہیں، اکثریت مسلک حنفی پر عمل کرتی ہے اور اقلیت مسلک اہل حدیث پر عمل کرتی ہے۔ احناف اور اہل حدیث کے عقائد تقریباً ایک ہی ہیں، البتہ دونوں میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ اہل حدیث علماء کے نزدیک عقائد میں ضرورت سے زیادہ سختی ہے اور علماء احناف کے یہاں ضرورت سے زیادہ نرمی ہے، اسی نرمی اور لچک سے جناب احمد رضا خان صاحب نے فائدہ اٹھایا اور انگریزوں کا آلۂ کار بن کر تاویلات کے ذریعہ بدعات کا دروازہ کھولا، اور اسلامی توحید پر شب خون مارا، مزید یہ کہ عوام کی جہالت نے بریلوی جماعت کو تیزی سے پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا۔

اہل حدیث علماء تصوف کے سخت مخالف ہیں اور احناف تصوف کے قائل ہیں، اور اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ اسلام کو جتنا نقصان مروجہ تصوف یا پیری مریدی سے پہنچا ہے اور آج بھی پہنچ رہا ہے، اتنا دشمنوں سے بھی نہیں پہنچا۔ بے علم، بے عمل اور دنیادار صوفیا جس طرح طریقت کی آڑ میں شریعت کو معطل کرتے رہے اور اسلامی عقائد میں شرکیہ عقائد کی آمیزش کرتے رہے وہ صاحب علم حضرات سے مخفی نہیں ہے۔(۶)

ہندوپاک کی تمام دینی جماعتیں، تحریکیں اور ادارے مثلاً دارالعلوم دیوبند، ندوۃ العلماء لکھنؤ، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی، بریلوی جماعت وغیرہ یہ سب فقہی اعتبار سے حنفی مسلک سے وابستہ ہیں گوکہ ان کے درمیان آپس میں کچھ فروعی اختلافات ہیں، البتہ بریلوی جماعت کے علماء کچھ ایسے عقیدوں پر یقین رکھتے ہیں جو قرآن وحدیث کے مخالف ہیں، مثلاً حضورﷺ اور تمام اولیاء ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں اور اگر ان کو کوئی مدد کے لئے

پکارے تو وہ مرنے کے باوجود مدد کیلئے آتے ہیں، اور ان کے غوث، قطب، ابدال وغیرہ کائنات میں تصرف کرتے ہیں، جو کھلا ہوا شرک ہے، اس لئے حنفی ہونے کے باوجود یہ لوگ دوسرے تمام حنفیوں سے جدا ہو جاتے ہیں، لہٰذا ان کا تذکرہ مستقلاً الگ آئے گا۔

عقائد علماء احناف واہل حدیث

علماء احناف واہل حدیث کے عقائد مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہیں، اس کے علاوہ کسی کو عبادت کے لائق، اور اس کا شریک نہیں سمجھتے ہیں۔

۲۔ اللہ کے ساتھ کسی اور کو حاضر وناظر اور عالم الغیب تسلیم نہیں کرتے۔

۳۔ تمام انبیاء پر اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت پر اور نبی آخر ہونے پر یقین رکھتے ہیں، اور آپ پر کثرت سے درود بھیجنے کو عین ثواب سمجھتے ہیں، البتہ آپ کو عالم الغیب نہیں سمجھتے۔

۴۔ انبیاء کرام کی عصمت اور ان کی عبودیت وبشریت کے قائل ہیں۔

۵۔ قبر میں انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی دنیاوی زندگی کے بجائے برزخی زندگی کے قائل ہیں جس کی کیفیت اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔

۶۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی عظمت وبزرگی کے قائل ہیں لیکن ان سے اپنی حاجت طلب کرنے اور ان کو دنیا میں متصرف ماننے کو شرک سمجھتے ہیں۔

۷۔ ہر ایسے عقیدے اور رسم ورواج کے خلاف ہیں جو توحید کے تصور پر اثر انداز ہوتا ہو۔

۸۔ دین میں غلو اور انتہا پسندی کے بجائے اعتدال کے قائل ہیں اور مسلمانوں کی تکفیر سے اجتناب واحتیاط لازم سمجھتے ہیں۔

۹۔ مروجہ مجالس میلاد اور عرس وقوالی، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں، برسی وغیرہ کو وہ بدعت سمجھتے ہیں۔

دیو بندی اور بریلوی

جناب احمد رضا خان صاحب نے جب قرآن وحدیث کی غلط تاویل کے ذریعہ اپنے غلط عقائد کو ثابت کرنا چاہا تو اس کے رد کے لئے احناف میں سے علماء دیو بند ہی سب سے پہلے آگے بڑھے، علماء اہل حدیث بھی آگے آئے لیکن چونکہ اکثریت علماء دیو بند کی تھی اور عقائد بھی دونوں کے ایک ہی ہیں اس لئے بریلوی علماء نے اپنے تمام مخالفوں کو دیو بندی کہنا شروع کر دیا، خواہ دیو بند سے اس کا کوئی تعلق ہو یا نہ ہو، اسی طرح بریلوی علماء نے اپنے مخالفوں کو لفظ ''وہابی'' سے بھی پکارنا شروع کیا، اس نام سے سب سے پہلے انگریزوں نے اہل حجاز ونجد (یعنی سعودی عرب) کو پکارنا شروع کیا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ محمد بن عبدالوہابؒ (۱۷۰۳-۱۷۹۲ء) نے جو مسلکاً حنبلی تھے، جب غیر اللہ کے سامنے سر جھکانے، قبروں اور ولیوں سے مدد مانگنے، پکی قبر بنانے اور قبر پر عمارت بنانے اور دیگر بدعات ورسوم کو ختم کرنے کی کوشش شروع کی تو انگریزوں نے ان کی اس اصلاحی تحریک کو بدنام کرنے اور اس سے سیاسی فائدہ اٹھانے کے لئے ان کے کافر ہونے کا زبردست پروپیگنڈا کیا اور ان کو وہابی کے نام سے بدنام کیا، اس طرح ''وہابی'' لفظ گالی بن گیا اور بعد میں کافر کے ہم معنی ہو گیا۔

چونکہ محمد بن عبدالوہاب کی تمام اصلاحی کوششیں بریلوی مسلک وعقائد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے والی تھیں اس لئے وہ بھی بریلوی علماء کے نزدیک کافر ٹھہرے۔ سعودی حکمراں آل سعود چونکہ مسلک کے اعتبار سے حنبلی ہیں اور محمد بن عبدالوہابؒ کو اپنا دینی رہنما وپیشوا مانتے ہیں اس لئے موجودہ سعودی حکومت بھی بریلوی علماء کے نزدیک کافر ہے۔

مختصر یہ کہ بریلوی حضرات اپنے مخالف مسلک والے کو ''دیو بندی'' کہتے ہیں یا ''وہابی'' کہتے ہیں خواہ اس کا کوئی تعلق دیو بند سے ہو یا نہ ہو، اور اس کا مسلک حنفی ہو یا حنبلی ہو یا پھر اہل حدیث ہو غرض یہ کہ ان کا ہر مخالف دیو بندی ہے یا وہابی ہے اور نتیجۃً کافر ہے۔

بریلوی جماعت

بریلوی جماعت اپنے بانی ومؤسس مولانا احمد رضا خاں صاحب (۱۸۵۶-۱۹۲۱ء) کی جائے پیدائش شہر ''بریلی'' کی طرف منسوب ہے۔ یہ جماعت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر شدت سے تقلید کرنے کی مدعی ہے۔ اس جماعت کے علماء اپنے ہم مسلک وہم خیال لوگوں کو اہل سنت والجماعت کہتے ہیں اور علماء دیوبند، علماء ندوۃ العلماء، اہل حدیث، جماعت اسلامی، تبلیغی جماعت اور دیگر اداروں اور جماعتوں کو ''دیوبندی''، ''وہابی'' یا ''غیر مقلد'' کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان تمام اداروں اور جماعتوں سے متعلق افراد اور ان کے ذمہ دار (نعوذ باللہ) کافر ہیں، اور جو ان کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے، تنہا ان کی جماعت مسلمان ہے باقی سب گمراہ ہیں۔ (۷)

معروف مورخ مولانا عبدالحی حسنیؒ اپنی کتاب ""نزهة الخواطر"" جلد ہشتم میں مولانا احمد رضا خاںؒ صاحب کے بارے میں یوں رقمطراز ہیں:

''وہ (یعنی احمد رضا خاں صاحبؒ) فقہی اور کلامی مسائل میں بہت متشدد تھے، کفر کا فتویٰ لگانے اور مسلمانوں کے درمیان تفریق ڈالنے میں جلد باز تھے۔ ان کے اپنے عقیدے اور تحقیق کے مطابق کسی شخص پر کفر کا فتوی لگانے کے بعد کوئی لچک یا نرمی نہیں ہوتی تھی، اور نہ ایسے شخص کے بارے میں کسی تاویل کی گنجائش ہوتی، جو شخص ان کی موافقت نہ کرتا وہ بھی کفر کے فتویٰ سے نوازا جاتا، ہمیشہ ہر اصلاحی تحریک کے پیچھے پڑے رہتے، متعدد رسائل و کتب علماء ندوۃ العلماء اور علماء دیوبند کے کفر کے سلسلہ میں تصنیف کئے، پھر تکفیر میں اس انتہاء کو پہنچ گئے کہ یہ تک لکھ دیا کہ جو کوئی ان لوگوں کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے''۔ (۸)

مذکورہ بالا باتوں کے ثبوت کیلئے بریلوی علماء کی بعض کتابوں سے چند اقتباسات یہاں نقل کئے جارہے ہیں جن میں مختلف اداروں اور جماعتوں کے افراد کو کافر قرار دیا گیا ہے:

۱۔ تم پر لازم ہے کہ عقیدہ رکھو: بے شک نذیر حسین دہلوی کافر ومرتد ہے اور اس کی کتاب ""معيار الحق"" کفری قول اور نجس تر از بول ہے، وہابیہ کی دوسری کتابوں کی طرح۔

۲۔ جو شاہ اسماعیل اور نذیر حسین وغیرہ کا معتقد ہو، ابلیس کا بندہ، جہنم کا کندہ ہے، اہل حدیث سب کافر ومرتد ہیں۔ (۹)

۳۔ کفر میں، مجوس یہود ونصاری سے بدتر ہیں، ہندو مجوس سے بدتر ہیں اور وہابیہ ہندوؤں سے بھی بدتر ہیں۔ (۱۰)

۴۔ وہابیہ اصلاً مسلمان نہیں، ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے، ان سے مصافحہ ناجائز وگناہ ہے، جس نے کسی وہابی کی نماز جنازہ پڑھی تو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے۔ (۱۱)

۵۔ وہابی ہر کافر، اصلی یہودی، نصرانی، بت پرست اور مجوسی سے زیادہ اخبث، اضر (نقصان دہ) اور بدتر ہے۔ (۱۲)

۶۔ دیوبندی عقیدے والوں کی کتابیں ہندوؤں کی پوتھیوں سے بدتر ہیں، ان کتابوں کو دیکھنا حرام ہے۔ (۱۳)

۷۔ دیوبندیوں کے کفر میں شک کرنے والا کافر ہے۔ (۱۴)

۸۔ ندوۃ العلماء کو ماننے والے دہریئے اور مرتد ہیں۔ (۱۵)

۹۔ ندوہ کھچڑی ہے، ندوہ تباہ کن کی شرکت مردود، اس میں صرف بدمذہب ہیں۔ (۱۶)

''اسلامی انسائیکلوپیڈیا'' میں ''بریلوی تحریک'' کے زیرعنوان تحریر کے جستہ جستہ عبارتیں حسب ذیل ہیں:

''......آنحضورانسانوں میں سے تھے مگرمظہرنورخداتھے،اس لئے آپ کو بشرکہنایا بھائی یابرابری کے لقب سے پکارنا حرام ہے.....آنحضور ہرجگہ حاضروناظر ہیں، روز قیامت آپ شفاعت کریں گے، نیزاس دنیامیں بھی آپ مسلمانوں کی مدد کو پہنچتے ہیں،آپ سے مدد مانگنااور یا رسول اللہ کانعرلگانا جائز ہے.....ان کی (یعنی اولیاءکرام) کی کرامات موت کے بعد بھی بدستور رہتی ہیں، وہ بھی حاضر وناظرہوتے ہیں اوران سے بھی مدد مانگی جاتی ہے.....صوفیاءاوراولیاءامت کے ستون ہوتے ہیں، چالیس ابدال ہر وقت دنیامیں موجود ہوتے ہیں جو آفتوں کو ٹالتے رہتے ہیں، ان کے ذریعہ خلق کی حیات، روزی اور تقدیر کے فیصلے ہوتے ہیں...... بریلویوں کے نزدیک جائز امورمیں..... اولیاء اللہ کے مزاروں پر حاضری دینا، نیاز دینا، ان سے مدد مانگنا.....فاتحہ، تیجہ، چالیسواں کرنا.....میت کے ساتھ بزرگان دین کے تبرکات، غلاف کعبہ، شجرہ یا عہدنامہ رکھنا، تدفین کے بعداذان دینا، پختہ قبربنانا.....قبروں پر پھول چڑھانا اور چراغ جلانا، اولیاء اللہ کے نام پر جانور پالنا،عبدالنبی یاعبدالرسول وغیرہ نام رکھنا،اچھےاچھے کھانوں پرختم دلانا،اورگیارھویں شریف وغیرہ کاختم دلاناشامل ہے۔(۱۷)

بریلوی جماعت کے وہ عقائد جوسراسرقرآن وحدیث کے خلاف ہیں، ان میں سے چندکی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف)حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ عالم الغیب ہیں:

۱۔ لوح وقلم کاعلم جس میں تمام ""ماکان و مایکون"" ہے حضور کے علوم (میں) سے ایک ٹکڑا ہے۔(۱۸)

۲۔ نبی پاک ﷺ سے عالم کی کوئی شی پردہ میں نہیں، یہ روح پاک عرش اوراس کی بلندی وپستی، دنیا و آخرت، جنت ودوزخ سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ سب اسی ذات جمع کمالات کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔(۱۹)

۳۔ حضور ﷺ اللہ کوبھی جانتے ہیں،اورتمام موجودات ومخلوقات اوران کے جمیع احوال کو تمام وکمال جانتے ہیں، ماضی، حال، مستقبل میں کوئی شی کسی حال میں ہوحضور ﷺ سے مخفی نہیں۔(۲۰)

۴۔ صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کوغیب کاعلم ہے۔(۲۱)

۵۔ قیامت کب آئے گی، مینھ کب، کہاں اور کتنا برسے گا، مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، فلاں کہاں مرے گا، یہ پانچوں باتیں جو آیت کریمہ میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز حضور ﷺ پر مخفی نہیں، اور کیونکر یہ چیزیں حضور ﷺ سے پوشیدہ ہوسکتی ہیں حالانکہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں اوران کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے، غوث کا کیا کہنا، پھران کا کیا پوچھنا جوسب اگلوں پچھلوں، سارے جہاں کے سرداراور ہرچیز کے سبب ہیں، اور ہرشی انہیں سے ہے۔(۲۲)

(ب)حضور ﷺ اور دیگراولیاء ہروقت ہرجگہ حاضروناظر ہوسکتے ہیں

۱۔ نبی ﷺ ہرآن ہرمقام پر حاضروناظر ہیں، نبی کریم ﷺ تمام دنیاکواپنی نظرمبارک

سے دیکھ رہے ہیں۔(۲۳)

۲۔ نبی علیہ السلام نہ کسی سے دور ہیں اور نہ کسی سے بے خبر ہیں۔(۲۴)

۳۔ اولیاء اللہ ایک آن میں چند جگہ ہو سکتے ہیں اور ان کے بیک وقت چند اجسام ہو سکتے ہیں......حضور ﷺ کو دنیا میں سیر فرمانے کا، اپنے صحابہ کرامؓ کی روحوں کے ساتھ اختیار ہے، آپ کو بہت سے اولیاء اللہ نے دیکھا ہے......اپنی امت کے اعمال میں نگاہ رکھنا، ان کے لئے گناہوں سے استغفار کرنا، ان سے دفع بلا کی دعاء فرمانا، اطراف زمین میں آنا جانا، اس میں برکت دینا، اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مرجائے تو اس کے جنازے میں جانا، یہ حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہے۔(۲۵)

۴۔ جناب احمد رضا خان سے معلوم کیا گیا کہ کیا اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا ''اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔(۲۶)

۵۔ جناب احمد رضا خاں صاحب اپنی کتاب خالص الاعتقاد صفحہ ۴۰؍ پر لکھتے ہیں'' نبی ﷺ کی روح کریم تمام جہاں میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے'' اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۶؍ پر تحریر کرتے ہیں'' حضور علیہ السلام کی نگاہ پاک ہر وقت عالم کے ذرہ ذرہ پر ہے اور نماز، تلاوت قرآن، محفل میلاد شریف، اور نعت خوانی کی مجلس میں، اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم پاک سے تشریف فرما ہوتے ہیں''۔(۲۷)

۶۔ کتاب'' تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر'' صفحہ ۱۸؍ پر درج ہے'' اہل اللہ اکثر و بیشتر بحالت بیداری، اپنی جسمانی آنکھوں سے حضور کے جمال مبارک کا مشاہدہ

کرتے ہیں... نبی اکرم ﷺ اپنے جسم مبارک اور روح اقدس کے ساتھ زندہ ہیں، اور بے شک حضور ﷺ اطراف زمین اور ملکوت اعلیٰ میں جہاں چاہتے ہیں سیر اور تصرف فرماتے ہیں اور حضور السلام اپنی اس ہیئت مبارک کے ساتھ ہیں جس پر وفات سے پہلے تھے، اور حضور ﷺ کی کوئی چیز بدلی نہیں ہے، اور بے شک نبی کریم ﷺ ظاہری آنکھوں سے غائب کر دیئے گئے ہیں جس طرح ملائکہ غائب کر دیئے گئے ہیں، حالانکہ وہ سب اپنے جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔(۲۸)

(ج) حضور ﷺ انسان نہ تھے بلکہ نور تھے

۱۔ رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور ہیں اور ساری مخلوق آپ کے نور سے ہے۔(۲۹)

اس سلسلے کے چند اشعار بھی ملاحظہ ہوں:

تو ہے سایہ نور کا، ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتاہے، نہ سایہ نور کا
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا (۳۰)

جب کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں آپ ﷺ کو نور نہیں بلکہ بشر کہا ہے، قرآن کے خلاف آپ ﷺ کو نور کہنا کیا گناہ نہیں ہے؟ ارشاد باری ہے: ﴿قل إنما أنا بشر مثلکم یوحی إلیّ﴾ (الکہف آیت ۱۱۰) یعنی اے رسول ﷺ آپ فرما دیجئے کہ بیشک میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں، مجھ پر وحی آتی ہے۔

۲۔ حضور ﷺ کے سلسلے میں جناب احمد رضا خاں صاحب کا ایک یہ شعر بھی سن لیں اور پھر

یہ بتائیں کہ اللہ اور حضور ﷺ میں کوئی فرق باقی رہتا ہے یا نہیں ہے؟

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفٰی ہو کر (۳۱)

(د) حضور ﷺ مختار کل ہیں

۱۔ کتاب ''الامن العلی'' میں مرقوم ہے ''کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے، کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے'' (۳۲)

۲۔ ہر چیز، ہر نعمت، ہر مراد، ہر دولت، اول تا آخر، آج سے ابدالآباد تک جسے ملی یا ملنی ہے حضور اقدس سید عالم ﷺ کے دست اقدس سے ملی اور ملتی ہے۔ (۳۳)

۳۔ تمام زمین ان (حضور ﷺ) کی ملک ہے، تمام جنت ان کی جاگیر ہے، ملک السماوات والارض حضور کے زیر فرمان، جنت ونار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں، رزق خوراک اور ہر قسم کی عطائیں حضور ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، دنیا وآخرت حضور کی عطا کا ایک حصہ ہے۔ (۳۴)

عام مسلمانوں میں یہ عقائد پہلے سے موجود تھے البتہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے ان عقائد کو قرآن وحدیث سے غلط طور پر ثابت کرنے کی کوشش کی، اس اعتبار سے یقیناً وہ بیسویں صدی کے ''مجدد الشرک والبدعت'' ہیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے چھوٹی چھوٹی متعدد کتابیں لکھی ہیں، قرآن کریم کا ترجمہ بھی کیا ہے، اس ترجمہ پر مولانا نعیم الدین مرادآبادی نے ''کنزالعرفان'' کے نام سے حاشیہ بھی لکھا ہے، قرآن مجید کا یہ ترجمہ اور حاشیہ خلیجی ممالک اور سعودی عرب میں لے جانا ممنوع ہے۔

ڈاکٹر جلیل احمد پروفیسر جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية ریاض سے ان کے بارے میں بات آئی تو انھوں نے کہا کہ میں نے خود ''برٹش میوزیم لندن'' میں بعض ایسے خطوط دیکھے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب احمد رضا خاں صاحب حکومت برطانیہ کے وظیفہ خوار تھے، اوران کو حکومت برطانیہ سے ایک متعین رقم ملتی تھی۔

ایک دوسرے صاحب نے جن کا نام یاد نہیں رہا بتایا کہ یہ مقررہ رقم ان کو رامپور کے شیعہ نواب کے ذریعہ ملتی تھی۔

شیعہ فرقہ

شیعہ فرقہ ابتدائے اسلام سے موجود ہے، البتہ اس فرقہ کا تشخص حضرت علیؓ کے دور میں قائم ہوا، اس فرقہ کا بانی عبداللہ بن سبا ہے، جس نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ظاہری طور پر اسلام قبول کرلیا تھا لیکن اندر سے منافق رہا، اسی نے ضعیف الاعتقاد اور کمزور ایمان والوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف خوب بھڑکایا اور بالآخر آپ کو شہید کراکے دم لیا۔ (۳۵)

یہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے حضرت علیؓ کے بارے میں کہا کہ ''بیشک علی ہی خدا ہیں، ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو شہید نہیں کیا ہے بلکہ شیطان کو قتل کیا ہے جس نے ان کے شکل اختیار کرلی تھی، حضرت علی بادلوں میں پوشیدہ ہیں، بجلی کی کڑک آپ ہی کی آواز ہے اور بجلی کی چمک آپ ہی کا کوڑا ہے، ایک وقت آئے گا جب آپ زمین پر تشریف لائیں گے اور اس کو عدل وانصاف سے بھردیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔ (۳۶)

پہلے اس فرقہ کے لوگوں کو ''شیعان علی'' کہا جاتا تھا، بعد میں یہ فرقہ ''شیعہ'' کہلایا، پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا اس کے اندر مزید فرقے پیدا ہوتے چلے گئے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے اپنی کتاب ''التحفة الاثنى عشرية'' میں شیعوں کے ۷۳ تہتر فرقوں کے نام گنائے ہیں مثلاً: اثنا عشری، مہدوی، نصیری، بوہرہ، زیدیہ، امامیہ، بابیہ، آغاخانی، اسماعیلیہ وغیرہ۔

ہندوپاک اور ایران کے شیعہ حضرات میں سے اکثریت کا تعلق ''اثنا عشری'' فرقہ سے ہے، اس ایک فرقہ کو چھوڑ کر باقی تمام فرقوں کو گمراہ کہا جاتا ہے، اثنا عشری فرقہ کو اب تک حق پر سمجھا جاتا رہا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ شیعہ حضرات اپنے عقائد کی کتابیں سنیوں سے چھپا کر

رکھتے تھے کیوں کہ ان کے نزدیک علم کا چھپانا اسکو پھیلانے سے زیادہ افضل ہے، لیکن علامہ خمینی کے جذبہ ''تبلیغ شیعیت'' نے آخر ان عقائد پر سے پردہ اٹھا ہی دیا جس پر صدیوں سے پردہ پڑا ہوا تھا، امام خمینی چونکہ ''شیعیت'' کو ایک عالم گیر مذہب بنانا چاہتے تھے اس لئے انھوں نے اس سلسلہ میں کئی کتابیں عربی اور فارسی زبان میں لکھیں اور ایرانی سفارت خانوں کے ذریعہ ان کتابوں کی خوب تشہیر کرائی، اس طرح شیعوں کے جن عقائد کے بارے میں پہلے سنا جاتا تھا ان کی توثیق ہوگئی۔ حیرت ہے کہ شیعوں کے عقائد غلط ہونے کے باوجود ان کو اب تک مسلمان کیوں سمجھا جاتا رہا، اور ان کو قادیانیوں کی طرح ''غیر مسلم'' کیوں نہیں قرار دے دیا گیا ؟

شیعہ فرقہ کے بنیادی عقائد

۱۔ قرآن کریم جیسا نازل ہوا تھا ویسا باقی نہیں رہا، اس میں کمی اور زیادتی کردی گئی ہے۔

(۳۷) مثلاً آیت ﴿ولقد عهدنا الى آدم من قبل فنسى ولم نجد له عزما﴾ (سورہ طٰہٰ آیت ۱۱۵) یعنی ہم نے آدم علیہ السلام کو پہلے ہی حکم دیا تھا (کہ اس درخت کے پاس نہ جائیں) مگر وہ بھول گئے ہم نے ان کا کوئی ارادہ نہیں پایا۔

اس آیت کے بارے میں شیعوں کی کتاب ''اصول کافی'' صفحہ ۲۶۳ میں لکھا ہے کہ اصل میں آیت اس طرح تھی مگر اس میں تحریف کردی گئی ''ولقد عهدنا الى آدم من قبل كلمات فى محمد وعلى وفاطمة والحسن والحسين والائمة من ذريتهم فنسى..... هكذا والله انزلت على محمد صلى عليه وآله وسلم'' یعنی اور ہم نے پہلی ہی حکم دیا تھا آدم کو کچھ باتوں کا،

محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اورن کی نسل سے پیدا ہونے والے اماموں کے بارے میں پھر وہ آدم بھول گئے (راوی امام جعفر صادق نے فرمایا) خدا کی قسم یہ آیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح نازل کی گئی ہے۔(۳۸)

۲۔ اس قرآن کے علاوہ ایک قرآن اور ہے جس کا نام ''مصحف فاطمہ'' ہے، اس میں قرآن مجید سے تین گنا زائد آئتیں ہیں، اور اس میں موجودہ قرآن کا ایک لفظ بھی نہیں ہے۔

(۳۹) تفصیل کے لئے دیکھئے اصول کافی صفحہ ۱۴۷

یہاں پر ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ شیعہ حضرات کے پاس جس طرح اپنا قرآن الگ ہے اسی طرح حدیث کی کتابیں بھی الگ ہیں، یہ لوگ صحیح بخاری، صحیح مسلم، موطا امام مالک، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ وغیرہ احادیث کتب کو نہیں مانتے، بلکہ شیعہ عالموں کی فرضی گڑھی ہوئی حدیث کی کتابوں کو مانتے ہیں۔

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سوائے چار یا چھ صحابہ کرامؓ کے باقی سب صحابہ کرام (نعوذ باللہ) مرتد ہوگئے تھے۔(۴۰)

''فروع کافی'' جلد سوم اور ''کتاب الروضہ'' صفحہ ۱۱۵ میں ہے کہ سوائے حضرت مقداد بن الاسود، حضرت ابوذر غفاری اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ سارے صحابہ کرام (نعوذ باللہ) مرتد ہوگئے تھے۔(۴۱)

۴۔ شیعوں کے بارہ امام، نبیوں اور رسولوں کی طرح معصوم ہیں، ان کا منکر کافر ہے، ان کی اطاعت نبیوں اور رسولوں کی طرح واجب ہے، یہی نہیں بلکہ مشہور شیعہ عالم علامہ باقر مجلسی اپنی فارسی کتاب ''حیات القلوب'' جلد سوم صفحہ ۱۰ میں لکھتے ہیں ''امامت کا درجہ

نبوت وپیغمبری سے بالاتر ہے''(۴۲)

۵۔ متعہ یعنی بغیر گواہوں کے وقتی نکاح (مثلاً گھنٹے دو گھنٹے، ہفتے دو ہفتے، مہینے دو مہینے، سال دو سال کیلئے) کرنا جائز ہے، صرف یہی نہیں بلکہ آیت اللہ خمینی کی عربی کتاب ''تحریر الوسیلہ'' ۲۹۰ تا ۲۹۲ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ طوائف سے بھی متعہ کرنے کے قائل ہیں لکھتے ہیں ""یجوز التمتع بالزانية على كراهة خصوصاً لو كانت من العواهر المشهورات بالزنا"" یعنی زانیہ عورت سے متعہ کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے خصوصاً جبکہ وہ مشہور پیشہ ور طوائف میں سے ہو۔(۴۳)

۶۔ کتمان علم یعنی علم دین کو چھپانا، اس کو پھیلانے سے زیادہ افضل ہے۔ ''اصول کافی'' صفحہ ۴۸۵ پر تحریر ہے ''امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اے سلیمان تم ایسے دین پر ہو کہ جو شخص اس کو چھپائے اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت عطا ہوگی اور جو اس کو ظاہر اور شائع کرے گا اس کو اللہ ذلیل اور رسوا کرے گا۔ اس کتاب کے صفحہ ۴۸۶ میں امام باقر سے روایت ہے کہ مجھے اپنے متبعین میں سب زیادہ محبوب شخص وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی، سب سے زیادہ سمجھدار، اور سب سے زیادہ میری حدیث کو چھپانے والا ہے۔(۴۴)

۷۔ تقیہ کرنا یعنی اصل بات کو چھپانا اور مصلحتاً جھوٹ بولنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری اور کارِ ثواب ہے۔ اصول کافی صفحہ ۴۸۲ میں ہے ''ابوعمیر عجمی سے روایت ہے کہ مجھ سے ابو عبداللہ علیہ السلام نے کہا'' اے عمیر دس میں سے نو حصہ دین ''تقیہ'' میں ہے، جس نے تقیہ نہ کیا اس کا کوئی دین نہیں''۔ اصول کافی صفحہ ۴۸۳ میں ابوجعفر علیہ السلام سے روایت ہے انھوں نے کہا'' تقیہ میرے اور میرے باپ دادا کے دین کا حصہ ہے،

جس نے تقیہ نہ کیا وہ صاحب ایمان نہیں۔'' (۴۵)

یہ سوچنے اور غور کرنے کی بات ہے کہ جو فرقہ قرآن مجید میں کمی و بیشی کرنے کا، ایک دوسرے قرآن ''مصحف فاطمہ'' پر ایمان رکھنے کا، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کے نعوذ باللہ مرتد ہونے کا، اللہ کے علاوہ کسی اور کو حلال و حرام کرنے کا اختیار دینے کا، متعہ کرنے کا، تقیہ کرنے کا قائل ہو اور اس پر ایمان و یقین رکھتا ہو تو کیا وہ فرقہ مسلمان ہو سکتا ہے؟ ایسے فرقہ کو تو قادیانیوں کی طرح غیر مسلم قرار دے دینا چاہئے۔

اللھم لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

اہل قرآن فرقہ

بریلوی جماعت حنفی مقلدین میں پیدا ہوئی، لیکن ''فرقہ اہل قرآن'' اہل حدیث یعنی غیر مقلدین حضرات میں پیدا ہوا۔ اس نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے شیخ محمد اکرام نے اپنی کتاب ''موج کوثر'' میں اور جناب فرمان علی نے اپنے مقالہ ''سر سید احمد خاں'' میں کافی دلائل دیئے ہیں، یہ مقالہ ''ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند'' جلد ۹ میں شائع ہوا ہے۔

اس فرقہ کے بانی غلام نبی ہیں جو بعد میں عبداللہ چکڑالوی کے نام سے مشہور ہوئے، یہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح پنجاب سے ابھرے اور لوگوں کو انکار حدیث کی دعوت دی اور مسائل شرعیہ میں صرف قرآن مجید کو حجت ماننے کی تبلیغ کی، بعض تاجروں، جاہلوں اور عصری علوم کے حاملوں نے ان کی دعوت پر لبیک کہا، جب کچھ حامی و ہمدرد مل گئے تو عبداللہ چکڑالوی نے اس جماعت کا نام ''اھل الذکر والقرآن'' رکھا، آگے چل کر یہی جماعت ''اھل قرآن'' کہلائی، آج کل اس فرقے کے لوگوں کو ''پرویزی'' کہا جاتا ہے۔

یہ فرقہ امور شرعیہ میں احادیث کو حجت نہیں تسلیم کرتا، صرف قرآن کریم ہی کو اپنا رہنما اور حجت مانتا ہے، جو امور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں ان کو آپ کی ذاتی اور وقتی رائے پر محمول کرتا ہے، اور حاکم وقت کو پورا اختیار دیتا ہے کہ وہ جو چاہے حکم دے، خواہ یہ حکم احادیث کے صراحۃً خلاف ہو، البتہ قرآن حکیم سے اس کا تعارض نہ ہوتا ہو۔

اس فرقہ کے سلسلے میں غلام مصطفیٰ صاحب یوں رقم طراز ہیں:

''اس فرقہ کی شجر کاری علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے بانی سر سید احمد خاںؒ (۱۸۱۷-۱۸۹۸ء) نے عمداً یا سہواً کی اور بعد کے لوگوں نے اس کی آبیاری کی، یہاں تک کہ یہ ایک تناور درخت

بن گیا، اورآج پاکستانی مسلمانوں کے لئے ایک چیلنج بنا ہوا ہے۔''(۴۶)

استادفرمان علی یوں تحریر کرتے ہیں:

''سرسیداحمد خاں نے سرولیم میورکی کتاب LIFE OF MOHAMMAD کے رد میں جو کتاب ''خطبات احمدیہ'' کے نام سے لکھی، اس میں وہ بعض غلطیوں کا ارتکاب کر بیٹھے، اس کتاب میں انھوں نے تدوین حدیث کے سلسلے میں بعض موضوع احادیث لکھ دی ہیں، ان کی اس طرح کی غلطیوں سے ''اہل قرآن'' فرقہ وجود میں آیا۔ اس فرقہ کے حامیوں نے جو کچھ بھی حدیث اوراس کی قطعیت کے انکار میں لکھا ہے وہ سب کا سب سرسید کے خیالات وانکار سے ماخوذ ہے، جوانھوں نے اپنی مختلف کتابوں میں ظاہر کئے ہیں''(۴۷)

ڈاکٹر مصطفے خان سرسیداحمدؒ کے متعلق یوں تحریر کرتے ہیں:

''سرسیداحمد خان نے بعض صحیح احادیث کا عقلی معیار و پیمانہ پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے انکار کیا ہے، اس بات نے بعد میں آنے والے حضرات کے لئے تمام احادیث کا انکار کرنے کے لئے راستہ ہموار کر دیا۔ اسی نظریہ کو مولوی چراغ علی نے اپنی کتاب ''تحقیق الجهاد'' میں تقویت پہنچائی، پھر بدقسمتی سے آگے چل کراس فرقہ کو دو بڑے ادیبوں کا قلمی تعاون بھی حاصل ہو گیا، ان میں سے ایک تو مولوی اسلم جیراجپوری (پیدائش ۱۲۹۹ء) ہیں دوسرے چودھری غلام احمد پرویز (۱۹۳۰-۱۹۸۵ء) ہیں ان دونوں نے فرقہ ''اہل قرآن'' کے خیالات وافکار کی خوب خوب ترویج واشاعت کی۔''(۴۸)

نیاز فتحپوری (۱۸۷۷-۱۹۶۶ء) مدیر ماہنامہ ''نگار'' لکھنؤ وکراچی نے بھی بہت سے مضامین انکار حدیث پر لکھے، جن کا تعاقب مولانا سید سلیمان ندویؒ اور مولانا عبدالماجد

دریابادیؒ نے کیا، مجبوراً نیاز فتحپوری کو توبہ نامہ شائع کرنا پڑا، لیکن ان کی یہ توبہ محض نمائشی تھی کیونکہ اس کے بعد بھی ''نگار'' میں ان کے مضامین وقتاً فوقتاً انکار حدیث پر چھپتے رہے۔ یہی نہیں بلکہ تمام منکرین حدیث میں ان کی ایک نرالی بات یہ ہے کہ وہ قرآن کو نہ خدا کا کلام سمجھتے ہیں اور نہ اسے ''منزل من اللہ'' سمجھتے ہیں، بلکہ اسے ایک انسان کا کلام سمجھتے ہیں، اپنی کتاب ''من ویزداں'' صفحہ ۴۵ جلد اول میں لکھتے ہیں: ''کلام مجید کو نہ میں کلام خداوندی سمجھتا ہوں اور نہ الہام ربانی، بلکہ ایک انسان کا کلام جانتا ہوں، اوراس مسئلے پر میں اس سے قبل کئی بار مفصل گفتگو کر چکا ہوں۔(۴۹)

عبداللہ چکڑالوی، مولانا چراغ علی، اسلم جیراجپوری، غلام احمد پرویز (۱۹۳۰-۱۹۸۵ء) نیاز فتحپوری کے علاوہ علامہ عنایت اللہ مشرقی (۱۸۸۸-۱۹۶۴ء) خواجہ احمد دین امرتسری، حافظ عنایت اللہ اثری (متوفی ۱۹۸۰ء) ڈاکٹر غلام جیلانی برق، مؤلف کتاب ''دوقرآن'' کا شمار بھی اس فرقہ کے مشہور لوگوں میں ہوتا ہے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے ۱۹۵۳ء میں اپنے خیالات وافکار سے رجوع کر لیا تھا اورایک کتاب ''تاریخ حدیث'' کے نام سے لکھی جو مکتبہ رشیدیہ لمیٹیڈ لاہور سے شائع ہو چکی ہے، اس میں انہوں احادیث کے حجت ہونے کا اقرار کیا ہے، اوراپنی سابقہ تحریروں کو منسوخ کہا ہے، لیکن عام طور پر لوگ ان کو اب بھی ''فرقہ اہل قرآن'' ہی میں شمار کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ بعض حضرات کے نام یہ ہیں: حشمت علی لاہوری، مستری محمد رمضان گوجرانوالہ، محبوب شاہ گوجرانوالہ، خدا بخش، سید عمر شاہ گجراتی، سید رفیع الدین ملتانی وغیرہ۔(۵۰)

اس فرقہ کے خاص خاص عقائد یہ ہیں

(۱) جنت اور دوزخ کا مطلب دنیا کی خوشحالی اور بدحالی ہے، اسی طرح آخرت کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار صرف دنیا کی خوشحالی یا بدحالی پر ہے۔ جنت یا دوزخ کا مستقل کوئی وجود نہیں ہے۔(۵۱)

(۲) فرشتے کوئی مخلوق نہیں ہیں بلکہ اس سے مختلف چیزیں مراد ہیں، کہیں اس سے مراد انسان کے اندر موجود داخلی قوتیں اور کہیں خارجی قوائے فطرت اور کہیں طبعی تغیرات اور کہیں نفسیاتی محرکات وغیرہ ہیں۔(۵۲)

اسی طرح جن اور شیاطین سے مراد شر کی قوتیں ہیں۔

(۳) اہل قرآن حضرات تمام معجزات کے منکر ہیں، خواہ وہ قرآن سے ثابت ہوں یا احادیث نبوی سے ثابت ہوں، اور معجزات کے انکار کے لئے وہ قرآن کے معنوں میں تحریف کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ غلام احمد پرویز کی کتاب ''مفہوم القرآن'' سے چند مثالیں ملاحظہ کریں:

(الف) ﴿قالوا حرقوه وانصروا آلهتكم ان كنتم فاعلين قلنا يا نار كوني برداً وسلاماً على ابراهيم﴾ (سورہ الانبیاء آیت ۶۸و۶۹)

یعنی انھوں نے کہا تم لوگ اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کرنے والے ہو، ہم نے حکم دیا اے آگ سرد ہو جا اور ابراھیم (علیہ السلام) پر سلامتی بن جا۔

پرویز صاحب اس آیت کا مفہوم اپنی کتاب ''مفہوم القرآن'' صفحہ ۷۴۱ میں یوں بیان کرتے ہیں: ''انھوں نے عوام کو مشتعل کیا، اور کہا اگر تم میں کچھ ہمت ہے تو اٹھو

اور اس شخص کو جس نے تمہارے معبود کے ساتھ یہ حرکت کی ہے زندہ جلا دو اور اس طرح اپنے دیوتاؤں کا بول بالا کرو، وہ ابراہیم کے خلاف عداوت اور انتقام کی آگ یوں بھڑکا رہے تھے اور ہم ایسا انتظام کر رہے تھے کہ اس آگ کے شعلے سرد پڑ جائیں اور وہ ابراہیم کو کوئی گزند نہ پہنچا سکیں''۔(۵۳)

(ب) ﴿سبحان الذى اسرى بعبده ليلاً من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذى باركنا حوله لنريه من آياتنا﴾ (اسراء آیت ۱)

یعنی پاک ہے وہ ذات جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اسے اپنی نشانیاں دکھائیں۔

پرویز صاحب اس آیت کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں:

''خدا کی اسکیمیں اتنی بلند تر ہیں کہ وہ ان کے قیاس وگمان میں بھی نہیں آسکتیں، چنانچہ وہ اپنی اسکیم کے مطابق اپنے بندے کو راتوں رات بیت الحرام (مکہ) سے نکال کر (مدینہ کی) کشادہ سرزمین کی طرف لے گیا تاکہ اس دور دراز مقام میں جا کر نظام خداوندی کی تشکیل کرے، ہم نے اس مقام اور اس کے گرد وپیش کو بڑا بابرکت بنایا ہے، اس کی فضا آسمانی انقلاب کے لئے بڑی سازگار ہے، یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا ہے کہ خدا ان باتوں کو آشکارا کر دے جن کا اتنے عرصہ سے وعدہ کیا جا رہا ہے''۔(۵۴)

۴۔ نماز کی فرضیت تو قرآن کریم سے ثابت ہے لیکن نماز کے اوقات، ترکیب نماز، نمازوں کی تعداد، اور رکعات کی تعداد حدیث سے ثابت ہے، قرآن سے ثابت نہیں، اس لئے اہل قرآن حضرات کے نزدیک حکومت وقت کو ان تمام چیزوں میں ردّ وبدل کرنے کا

اختیار حاصل ہے۔اس سلسلہ میں ''قرآنی فیصلے'' صفحہ ۱۲ تا ۱۴ کا خلاصہ ملاحظہ ہو:

''تاہم اگر یہ قرآنی حکومت ان مسلمہ جزئیات یعنی نمازوں کی تعداد، رکعات کی تعداد، اوقات نماز اور ترکیب نماز میں کسی تبدیلی کی ضرورت محسوس کرے تو ایسا کرنے کی اصولاً مجاز ہوگی''۔(۵۵)

۵۔ اہل قرآن حضرات کے نزدیک زکوٰۃ ایک ٹیکس ہے جو اسلامی حکومت مسلمانوں سے وصول کرتی ہے اور چونکہ زکوٰۃ کا نصاب اور شرح زکوٰۃ (حدیث نے متعین کی ہے) قرآن نے متعین نہیں ہے اس لئے حکومت کو جتنی ضرورت ہو اسی اعتبار سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حق ہے، حکومت کے علاوہ کسی اور کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حق نہیں، گویا جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں وہاں زکوٰۃ بھی فرض نہیں۔

حکومت کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے زکوٰۃ وصول کرے ﴿خذ من أموالهم صدقة﴾ (سورہ توبہ آیت ۱۰۳) حتی کہ ان کارکنوں کا بھی ذکر ہے جو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے متعین کئے جائیں گے ""والعاملين عليها"" (سورہ توبہ آیت ۶۰) اس لئے زکوٰۃ اس ٹیکس کے سوائے اور کچھ نہیں جو اسلامی حکومت مسلمانوں پر عائد کرے، اس ٹیکس کی کوئی شرح متعین نہیں کی گئی اس لئے کہ شرح زکوٰۃ کا انحصار ضروریات ملی پر ہے حتی کہ ہنگامی صورتوں میں وہ سب کچھ وصول کرسکتی ہے جو کسی کی ضرورت سے زائد ہو، لہٰذا جب کسی جگہ اسلامی حکومت نہ ہو تو زکوٰۃ بھی باقی نہیں رہتی۔(۵۶)

(۶) اہل قرآن کے نزدیک ''مرکز ملت'' کو دینی فرائض میں بھی حالات کے پیش نظر ہر قسم کی تبدیلی کرنے کا اختیار حاصل ہے، خواہ یہ تبدیلی صراحۃً حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ

ہو کیونکہ ان کے نزدیک احادیث دین کا حصہ نہیں ہیں اور نہ ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔

''مرکز ملت'' کی وضاحت حافظ اسلم صاحب جیراجپوری ان الفاظ میں کرتے ہیں:

''قرآن میں اطاعت رسول کے جو احکام ہیں آپؐ کی ذات اور زندگی تک محدود نہیں ہیں بلکہ منصب امامت کے لئے ہیں جس میں آنے والے تمام خلفاء داخل ہیں، ان کی اطاعت رسول کی اطاعت ہے اور رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔قرآن میں جہاں اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد امام وقت یعنی ''مرکز ملت'' کی اطاعت ہے۔ جب تک رسول اللہ امت میں موجود تھے ان کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت تھی اور آپ کے بعد آپ کے زندہ جانشینوں کی اطاعت، اللہ اور رسول کی اطاعت ہوگی۔اطاعت رسول کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان کے بعد جو کوئی ان کے نام سے کچھ کہہ دے ہم اس کی تعمیل کرنے لگیں۔(۵۷)

(۷) عربی اور اردو کی تمام تفاسیر قرآنی اور تراجم غلط ہیں کیوں کہ یہ سب احادیث کی روشنی میں لکھے گئے ہیں۔

غلام احمد پرویز آیت نمبر ۳۴ پارہ نمبر ۴ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

(الف) مروجہ تراجم سب غلط ہیں کیونکہ یہ عربی تفسیروں کا سا ہی مفہوم بیان کرتے ہیں۔

(ب) عربی کی تفسیریں بھی غلط ہیں کیونکہ وہ روایات کی تائید میں لکھی گئی ہیں۔

(ج) اور روایات بھی سب غلط ہیں، اگر یہ صحیح ہوتیں تو رسول اللہ کو چاہئے تھا کہ ایک مستند نسخہ امت کے حوالہ کر جاتے جیسا کہ قرآن حوالہ کر گئے تھے، لہٰذا اس آیت کا جو مفہوم یا تراجم یا تفسیریں خواہ کسی زبان کی ہوں، یہ روایات پیش کرتی ہیں سب

کچھ یکسر غلط ہے۔(۵۸)

اس فرقہ کی اسلامیات پر بہت سی کتابیں ہیں جنہوں نے سادہ لوح، کم پڑھے لکھے اور عصری علوم کے حامل افراد کو اپنا شکار بنایا۔ اس فرقہ کا مرکز لاہور (پاکستان) میں ہے اور پہلے سے زیادہ اپنی سرگرمیوں میں مشغول ہے۔

علامہ اقبال نے ۱۹۳۸ء میں وفات پائی تو ان کی یادگار کے طور پر سید نذیر نیازی صاحب نے ایک ماہنامہ ''طلوع اسلام'' جاری کیا۔ تھوڑی ہی مدت بعد پرویز صاحب نے اس کی سرپرستی سنبھال لی اور تعلیمات اقبال کے ساتھ ساتھ، آہستہ آہستہ اس پرچہ کو اپنے افکارونظریات کی نشرواشاعت کا ذریعہ بنالیا۔

۱۹۴۷ء میں جب پاکستان بنا تو غلام پرویز صاحب دہلی سے کراچی منتقل ہوگئے، پھر ۱۹۵۸ء میں اس پرچہ سمیت لاہور (گلبرگ، کوٹھی نمبر بی ۲۵) منتقل ہوگئے۔(۵۹) اور تاحیات اس کے ناظم رہے۔

فرقہ اہل قرآن کے کئی لوگوں نے اس فرقہ کے خیالات وافکار کے متعلق کتابیں لکھی ہیں، لیکن سب سے زیادہ غلام احمد پرویز صاحب کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں، جن میں قرآن کی تفسیر ''مفہوم القرآن'' (تین حصے) اور ابلیس وآدم، معراج انسانیت، مطالب القرآن، تبویب القرآن، لغات القرآن (چار حصے) وغیرہ شامل ہیں۔

اہل قرآن حضرات کی کتابوں پر گرفت کرنا آسان نہیں ہے، اس کیلئے احادیث کا علم بہت ضروری ہے تاکہ یہ سمجھا جاسکے کہ کہاں پر قرآن کی تفسیر یا قرآن کا مفہوم احادیث کے خلاف لکھا گیا ہے۔ موجودہ دور میں یہ فرقہ ''پرویزی گروپ'' کے نام سے مشہور ہے، اور

رسالہ ''طلوع اسلام'' آج بھی لاہور سے شائع ہورہا ہے اور لوگوں کو گمراہ کررہا ہے۔

اب جنوبی ہندوستان، خاص طور پر بنگلور وغیرہ میں اس فرقہ کی سرگرمیوں میں بڑی تیزی آگئی ہے اس لئے علماء کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے، قادیانیوں کی طرح یہ فرقہ بھی غیر مسلم ہے۔

قادیانی فرقہ

قادیانی فرقہ پنجاب کے شہر ''قادیان'' کی طرف منسوب ہے، جو اس فرقہ کے بانی اور مؤسس مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۹-۱۹۰۸ء) کی جائے پیدائش اور مدفن ہے۔ ابتداء میں یہ آریہ سماجیوں اور عیسائی پادریوں سے مباحثہ و مناظرہ کیا کرتے تھے، اس میں ان کو توقع سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی تو ان کے اندر مزید ہمت اور خود اعتمادی پیدا ہوگئی، پھر ان کی خود اعتمادی اتنی بڑھی کہ چودھویں صدی ہجری کا آغاز ہوتے ہی پہلے تو انہوں نے ''مجدد'' ہونے کا دعوی کیا، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعوی کیا، ان کا ایک شعر ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

پھر سب سے آخر میں انھوں نے نبوت کا دعوی کیا، اور کہا کہ جو میری نبوت کا انکار کرتا ہے وہ مردود ہے اور اسلام سے خارج ہے، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

مرزا صاحب نے اپنی نبوت کے اثبات کے لئے کئی کتابیں لکھیں، جن میں سے چند یہ ہیں: تریاق القلوب، حقیقة الوحی، توضیح المرام، دافع البلاء، کتاب الوصیة، چشمۂ معرفت، تجلیات الٰهیه، دین الحق، مواهب الرحمن، ازالة ا لا وهام، القصیدة ا لا عجازیة، فتح ا لاسلام، آئینه کما لات اسلام وغیرہ۔(۶۰)

ادھر چند سالوں سے ان کے بعض معتقدین ان کے اردو عربی ملفوظات واقوال ''تفسیر قرآن'' کے نام سے جمع کر رہے ہیں، سورہ آل عمران تک کی تفسیر تین جلدوں میں

چھپ چکی ہے جو میرے پاس موجود ہے، ممکن ہے اب یہ تفسیر مکمل ہوگئی ہو۔ اس کے علاوہ ایک تفسیر ان کے لڑکے اور خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ''تفسیر کبیر'' کے نام سے لکھی ہے، مولوی شیر علی کا بھی ایک ترجمہ قرآن ہے، قادیانی ترجمہ وتفسیر کا ذکر آیا ہے تو غلام احمد قادیانی کے چند تفسیری نمونے بھی ملاحظہ کرتے چلیں جو قرآن مجید کی معنوی تحریف کے اعلیٰ شاہکار ہیں:

۱۔﴿والذین یؤمنون بما أنزل الیک وما أنزل من قبلک وبالآخرة هم یوقنون﴾ (سورہ البقرہ آیت ۴) یعنی جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل کیا گیا اور جو کچھ آپ سے پہلے نبیوں پر نازل کیا گیا اور وہی لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

مرزا صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''آج میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ قرآن شریف کی وحی اور اس سے پہلے کی وحی پر ایمان لانے کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے، ہماری وحی پر ایمان لانے کا ذکر کیوں نہیں، اسی امر پر توجہ کر رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور القاء کے یکا یک میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ آیت کریمہ میں تینوں وحیوں کا ذکر ہے۔ ﴿ماانزل الیک﴾ سے قرآن شریف کی وحی اور ﴿ما انزل من قبلک﴾ سے انبیاء سابقین کی وحی اور ﴿آخرة﴾ سے مراد مسیح موعود کی (یعنی خود ان پر نازل ہونے والی) وحی ہے۔ ''آخرة'' کی معنی ہیں پیچھے آنے والی، وہ پیچھے آنے والی چیز کیا ہے، سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ یہاں پیچھے آنے والی چیز سے مراد وہ وحی ہے جو قرآن کریم کے بعد نازل ہوگی کیوں کہ اس سے پہلے وحیوں کا ذکر ہے، ایک وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی

دوسری وہ جو آنحضرتﷺ سے قبل نازل ہوئی اور تیسری جو آپ کے بعد آنے والی تھی (اور مجھ پر نازل ہوئی)۔(۶۱)

۲۔ ﴿وللّٰہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا﴾ (آل عمران آیت ۹۷) یعنی لوگوں میں سے جو قدرت رکھتے ہوں ان پر حج فرض ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''ایک حج کا ارادہ کرنیوالے کے لئے اگر یہ بات پیش آجائے کہ وہ مسیح موعود کو دیکھ لے جس کا تیرہ سو برس سے اہل اسلام میں انتظار ہے تو بموجب صریح نص قرآنی اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جاسکتا، ہاں باجازت اس کے دوسرے وقت میں جاسکتا ہے۔(۶۲)

۳۔ ﴿واحل اللّٰہ البیع وحرم الربٰو﴾ (البقرۃ آیت ۲۷۵) یعنی اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔

اس کی تفسیر میں مرزا صاحب لکھتے ہیں: ''قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حرمت ہے وہ یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے اگر خرچ ہو تو حرام ہے۔ یہ بھی یاد رکھو جیسے سود اپنے لئے درست نہیں کسی اور کو اس کا دینا بھی درست نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ایسے مال کا دینا درست ہے، اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ وہ صرف اشاعت اسلام میں خرچ ہو، اس کی ایسے مثال ہے جیسے جہاد ہو رہا ہو اور گولی بارود کسی فاسق فاجر کے یہاں ہو اس وقت محض اس خیال سے رک جانا کہ یہ گولی بارود مال حرام ہے ٹھیک نہیں بلکہ مناسب یہی ہوگا کہ اس کو خرچ کیا جائے، اس وقت تلوار کا جہاد تو باقی نہیں رہا اور خدا نے اپنے فضل سے ہمیں ایسی گورنمنٹ دی ہے جس نے ہر ایک قسم کی مذہبی آزادی عطا کی

ہے، اب قلم کا جہاد باقی ہے اس لئے اشاعت دین میں ہم اس کو خرچ کرسکتے ہیں۔(۶۳)

۴۔ ﴿ھوالذی أرسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ﴾ (سورہ الفتح آیت ۲۸) یعنی وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول (محمدؐ) کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دین پر غالب کردے۔

غلام احمد قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت میں ''رسول'' سے مراد میں ہوں۔(۶۴)

۵۔ ﴿محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم﴾ (سورہ الفتح آیت ۲۹) یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے لئے سخت ہیں، آپس میں ایک دوسرے کے لئے رحم دل ہیں۔

مرزا صاحب کہتے ہیں اس آیت میں ''محمد'' سے مراد میں ہوں، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے ''محمد'' اور رسول کہہ کر مخاطب کیا ہے جیسا کہ اور دوسری آیتوں میں مجھے ''محمد'' سے مخاطب کیا ہے۔(۶۵)

۶۔ ﴿وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین﴾ (سورہ الانبیاء آیت ۱۰۷) یعنی ہم نے آپ کو سارے عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(۶۶)

آپ آیئے غلام احمد قادیانی کے غلط و گمراہ کن عقائد و افکار پر بھی ایک نظر ڈال لیں جو اسلامی عقائد کے بالکل مخالف ہیں اور ان کو اسلام سے خارج کرنے کے لئے کافی ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کہا ہے ''انت من مائنا وھم من فشل'' یعنی تو ہمارے پانی (یعنی منی) سے ہے اور وہ لوگ بزدلی سے ہیں۔(۵۷) یہاں ''ماء'' سے مراد منی ہے

جیسا کہ عبارت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے، عربی زبان میں ''ماء'' کا لفظ منی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، قرآن وحدیث میں بھی منی کے معنی میں استعمال ہوا ہے، قرآن میں ہے ﴿الم نخلقكم من ماء مهين﴾ (سورہ المرسلات آیت ۲۰) یعنی کیا ہم نے تم کو حقیر پانی (منی) سے نہیں پیدا کیا۔

۲۔ اللہ نے مجھے یہ کہہ کر مخاطب کیا ہے ""اسمع یا ولدی"" یعنی سن اے میرے بیٹے۔ (۶۸) اور فرمایا ہے ""یا شمس یا قمر' انت منی انا منک"" یعنی اے سورج، اے چاند! تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔ (۶۹)

۳۔ اپنی نبوت کے استدلال کے لئے لکھتے ہیں:

''انعام خداوندی ہے کہ انبیاء آتے رہیں اور ان کا سلسلہ منقطع نہ ہوا اور یہ اللہ کا قانون ہے جسے تم توڑ نہیں سکتے۔ (۷۰)

۴۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ (۷۱)

۵۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (۷۲) اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ثابت ہوسکتی ہے..... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔ (۷۳)

۶۔ اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزء سے کم نہیں ہوگا۔ (۷۴)

۷۔ مجھے اپنی وحی پر ویسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن حکیم پر۔ (۷۵)

یہ تو محض چند مثالیں ہیں، اگر تفصیل مطلوب ہو تو حوالہ میں دی گئی کتابیں ملاحظہ کریں۔

۱۹۱۸ء میں یہ جماعت دو فرقوں میں بٹ گئی، قادیانی فرقہ اور لاہوری یا احمدی فرقہ، قادیانی فرقہ کا مرکز ربوہ ضلع جھنگ تھا۔

لاہوری فرقہ کی بنیاد خواجہ کمال الدین اور محمد علی لاہوری نے رکھی، اس کا مرکز ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام'' کے نام سے لاہور میں ہے، اس کی طرف سے مختلف کتابیں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ محمد علی لاہوری خود کئی کتابوں کے مصنف ہیں، جس میں قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ وتفسیر THE HOLY QURAN اور اردو کا ترجمہ وتفسیر ''بیان القرآن'' کے نام سے مشہور ہے۔ اس انجمن کے زیر اہتمام کئی ادارے یورپ وافریقہ میں مشنری طرز پر کام کر رہے ہیں۔ قادیانی جماعت بھی مشنری معاملات میں بہت مستعد ہے، اس مشنری نے بھی دنیا بھر میں اپنے مرکز قائم کر رکھے ہیں، جو تبلیغ میں دن رات مصروف ہیں۔ (۷۶)

سنا ہے کہ قادیانی فرقہ کے پروگرام اب انٹرنیٹ پر بھی آنے لگے ہیں۔ پاکستان سے باہر دونوں فرقے کے لوگ ''احمدی مسلمان'' کہلاتے ہیں۔ قادیانی علماء میں سے چند مشہور حضرات یہ ہیں، مرزا بشیر الدین محمود احمد، مرزا نورالدین، مولوی صدرالدین، ڈاکٹر بشارت احمد، محمد یعقوب بیگ وغیرہ۔

بھٹو کے دور حکومت میں ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو حکومت پاکستان نے قادیانیوں کی

دونوں جماعتوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا، اس کے بعد ہی ''رابطہ عالم اسلامی'' مکہ مکرمہ (سعودی عرب) نے بھی دونوں جماعتوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔

صدر ضیاء الحق نے اپنے دور حکومت میں اس فرقہ کی سرگرمیوں پر مکمل طور پر پابندی لگا دی تھی اس لئے قادیانیوں کو مجبوراً اپنا ہیڈ کوارٹر ''ربوہ'' جھنگ سے برطانیہ منتقل کرنا پڑا جہاں برطانوی حکومت نے ان کی بڑی پذیرائی کی اور ان کو اپنی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے بہت بڑی آراضی مفت فراہم کی۔ بینظیر بھٹو نے اپنے دور حکومت میں اس فرقہ پر سے پابندی اٹھالی تھی تو انھوں نے ''قادیانیت'' کا ''جشن طلائی'' بڑی دھوم دھام سے منایا تھا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ مختلف اسلامی فقہی مسالک اور ہندو پاک میں جنم لینے والے متعدد فرقوں اور جماعتوں کا مختصر تعارف ہے تاکہ ایک عام پڑھا لکھا شخص بھی ان سے واقف رہے اور لاعلمی کی وجہ سے دھوکہ نہ کھائے اور صراط مستقیم سے نہ بھٹک جائے۔

وصلی اللہ علی خاتم النبیین محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

حواشی

۱۔متحدہ ہندوستان مراد ہے۔

۲۔حنفی مسلک کی کتب فتاوی اوران کی شروح وحواشی کے لئے دیکھئے ''الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند'' از مولانا عبدالحی حسنی صفحہ ۱۰۵تا۱۱۸ مطبوعہ دمشق ۱۹۵۸ء

۳۔حوالہ سابق صفحہ ۱۰۳تا۱۰۴اور۱۳۵تا۱۳۹سے ماخوذ،
نیز دیکھئے کتاب ''موج کوثر'' صفحہ ۶۵و۷۰مطبوعہ ۱۹۷۹ءلاہور

۴۔تاریخ الدعوۃ الاسلامیۃ فی الھند از مسعود الندوی صفحہ ۱۵۳تا۱۵۶مطبوعہ دار العروبۃ

۵۔الثقافۃ الاسلامیۃ فی الھند صفحہ ۱۰۳تا۱۰۴

۶۔تفصیل کیلئے دیکھئے ''اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش'' از پروفیسر یوسف سلیم چشتی مطبوعہ لاہور نیز دیکھئے شریعت وطریقت از عبدالرحمن کیلانی مطبوعہ لاہور

۷۔موج کوثر از شیخ محمد اکرام صفحہ ۷۰مطبوعہ لاہور

۸۔نزھۃ الخواطر صفحہ ۳۹تا۴۰مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیۃ حیدرآباد

۹۔دامان باغ سبحان السبوح از احمد رضا خاں صفحہ ۱۳۵و۱۳۶مطبوعہ پاکستان بحوالہ کتاب ''بریلویت، تاریخ وعقائد'' از احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۲۶۱مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ لاہور

۱۰۔فتاوی رضویہ جلد ۶صفحہ ۱۳بحوالہ بریلویت صفحہ ۲۶۳

۱۱۔فتاوی رضویہ جلد ۲صفحہ ۱۲۱بحوالہ سابق

۱۲۔احکام شریعت از احمد رضا خاں صفحہ ۱۲۴بحوالہ بریلویت صفحہ ۲۸۹

۱۳۔فتاوی رضویہ جلد ۲صفحہ ۱۳۶بحوالہ بریلویت صفحہ ۲۷۷

۱۴۔فتاوی رضویہ جلد ۶ صفحہ ۸۲

۱۵۔تجانب اہل السنہ از جناب برکاتی صفحہ ۹۰ بحوالہ بریلویت صفحہ ۲۸۰

۱۶۔ملفوظات بریلوی صفحہ ۲۰۱ بحوالہ سابق

۱۷۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا از سید قاسم محمود صفحہ ۳۳۰، مطبوعہ شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی

۱۸۔خالص الاعتقاد از احمد رضا خاں صفحہ ۳۸ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۵۶

۱۹۔الکلمۃ العلیا لاعلاء علم المصطفی از نعیم الدین مرادآبادی صفحہ ۱۴ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۵۷

۲۰۔تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر از احمد سعید کاظمی صفحہ ۶۵ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۵۷

۲۱۔خالص الاعتقاد صفحہ ۲۸ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۵۸

۲۲۔خالص الاعتقاد صفحہ ۵۳ و ۵۴ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۶۵

۲۳۔تسکین الخواطر صفحہ ۵ و ۹۰ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۹۹

۲۴۔خاص الاعتقاد صفحہ ۳۹ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۹۹

۲۵۔جاءالحق صفحہ ۱۵۰ تا ۱۵۴، از احمد یار گجراتی بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۹۱

۲۶۔ملفوظات احمد رضا صفحہ ۱۱۳، بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۹۱ و ۱۹۲

۲۷۔بریلویت صفحہ ۱۹۲

۲۸۔بریلویت صفحہ ۱۹۳

۲۹۔مواعظ نعیمیہ از احمد یار خان صفحہ ۱۴ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۸۲

۳۰۔نفی الفیء عمن انار بنورہ کل شیٔ از احمد رضا خاں صفحہ ۲۲۴ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۸۸

۳۱۔بریلویت صفحہ ۱۸۸

۳۲۔الامن العلی صفحہ ۱۰۵ بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۲۶

۳۳۔فتاوی رضویہ صفحہ ۵۷۷ جلد ۱، بحوالہ سابق

۳۴۔بہار شریعت از امجد علی صفحہ ۱۵ جلد ۱، بحوالہ بریلویت صفحہ ۱۲۸

۳۵۔مختصر التحفہ الاثنی عشریۃ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صفحہ ۵۴ مطبوعہ ۱۴۰۴ھ دارالافتاء، الریاض (سعودی عرب)

۳۶۔حوالہ سابق صفحہ ۱۰ تا ۲۱

۳۷۔حوالہ صابق صفحہ ۳۰ اور ۵۰

۳۸۔ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت صفحہ ۱۵۴ و ۱۵۵، از محمد منظور نعمانی مطبوعہ الفرقان بکڈپو ۱۳۱/ نیا گاؤں مغربی لکھنؤ

۳۹۔ایرانی انقلاب صفحہ ۱۴۱

۴۰۔مختصر التحفہ الاثنی عشریۃ صفحہ ۱۵۰، از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

۴۱۔ایرانی انقلاب صفحہ ۲۲۳

۴۲۔ایرانی انقلاب صفحہ ۱۳۰

۴۳۔ایرانی انقلاب صفحہ ۸۹

۴۴۔ایرانی انقلاب صفحہ ۲۲۶ و ۲۲۷

۴۵۔ایرانی انقلاب صفحہ ۲۲۹ و ۲۳۰

۴۶۔تاریخ ادبیات مسلمانان ہندوپاک صفحہ ۱۵۴ جلد ۹

۴۷۔حوالہ سابق صفحہ ۱۰۴ جلد ۹

۴۸۔حوالہ سابق صفحہ ۱۵۴، جلد ۹

۴۹۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۱۰۵، ازعبدالرحمٰن کیلانی مطبوعہ مکتبہ السلام وسن پورہ گلی نمبر ۲۰، لاہور

۵۰۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۱۰۲ تا ۱۱۴

۵۱۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۸۷۳ تا ۸۷۷

۵۲۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۸۵۸ تا ۸۶۲

۵۳۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۸۹۵ نیز دیکھئے صفحہ ۸۹۴ تا ۹۱۹

۵۴۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۹۱۶

۵۵۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۳۳۵

۵۶۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۳۴۵

۵۷۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۲۳۸ و ۲۳۹

۵۸۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۱۹۱

۵۹۔آئینہ پرویزیت صفحہ ۱۱۲

۶۰۔الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند صفحہ ۲۳۰ تا ۲۳۱

۶۱۔تفسیر سورۃ البقرۃ ازمرزاغلام احمد قادیانی صفحہ ۶۳ مطبوعہ ادارہ دارالمصنفین ربوہ، پاکستان

۶۲۔تفسیر سورہ آل عمران ازغلام احمد قادیانی صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ دارالمصنفین ربوہ، پاکستان

۶۳۔حوالہ سابق صفحہ نمبر ۳۸۷ و ۳۸۸

۶۴۔القادیانیۃ دراسات وتحلیل (عربی) ازمولانا احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۸۶
مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ لاہور

۶۵۔حوالہ سابق صفحہ ۸۵

۶۶۔حوالہ سابق صفحہ ۸۶

۶۷۔مرزائیت اوراسلام ازمولانا احسان الٰہی ظہیر صفحہ ۳۶ مطبوعہ ادارہ ترجمان السنہ لاہور

۶۸۔البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۹، ازغلام احمد قادیانی بحوالہ مرزائیت صفحہ ۳۶

۶۹۔حقیقۃ الوحی صفحہ ۷۳، ازغلام احمد قادیانی بحوالہ مرزائیت صفحہ ۳۶

۷۰۔لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۲، ازغلام احمد قادیانی بحوالہ مرزائیت صفحہ ۴۲

۷۱۔تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸، ازغلام احمد قادیانی بحوالہ سابق

۷۲۔دافع البلاء صفحہ ۱۰ و ۱۱، ازغلام احمد قادیانی بحوالہ سابق

۷۳۔چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۷، ازغلام احمد قادیانی بحوالہ مرزائیت صفحہ ۴۳

۷۴۔حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱، ازغلام احمد قادیانی بحوالہ مرزائیت صفحہ ۵۴

۷۵۔تبلیغ رسالت صفحہ ۶۴ جلد ۶، ازغلام احمد قادیانی بحوالہ مرزائیت صفحہ ۴۸

۷۶۔اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ازقاسم محمود صفحہ ۱۲۲ تا ۱۲۳ مطبوعہ شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی

مؤلف کا تعارف چند سطور میں

نام : سید محمد عبدالرشید ندوی

تعلیم : ''عالمیت'' فرسٹ ڈویژن ۱۹۷۱ء دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
''فضیلت'' سکنڈ ڈویژن ۱۹۷۳ء دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
''فاضل ادب'' فرسٹ ڈویژن ۱۹۷۴ء، لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ
''بی-اے'' فرسٹ ڈویژن ۱۹۷۶ء، ان آرڈر آف میرٹ لکھنؤ یونیورسٹی
''بی-اے آنرز'' فرسٹ ڈویژن ۱۹۷۷ء، لکھنؤ یونیورسٹی، ان آرڈر آف میرٹ
''ایم-اے'' ۱۹۸۰ء، جامعۃ الامام محمد بن سعود یونیورسٹی، ریاض

علمی مشاغل : ۱۹۶۸ء سے مختلف اخبارات ورسائل میں مضامین لکھتے رہے، جن میں ماہنامہ ''فاران'' لندن، پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ، ماہنامہ محکمات لکھنؤ، ماہنامہ ''سوبرس'' دہلی، پندرہ روزہ ''ملی اتحاد'' دہلی، ماہنامہ بانگ درا و بانگ حراء لکھنؤ، ماہنامہ امکان لکھنؤ، روزنامہ ''جنگ'' کراچی، ''سیارہ ڈائجسٹ'' لاہور، اردو ڈائجسٹ، لاہور وغیرہ ہیں۔

الف- دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۷ء تک بحیثیت استاذ عربی پڑھاتے رہے۔

ب- ۱۹۷۴ء سے ۱۹۹۶ء تک ماہنامہ ''محکمات'' کانپور کے معاون ایڈیٹر رہے۔

ج- ۱۰ اردو اور ایک عربی کتاب کے مؤلف ہیں۔

د- آل انڈیا ملی کونسل ریاض اور ''مجلس ابنائے ندوہ، ریاض کے ممبر اور خازن رہے۔

موجودہ مشغلہ : جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام کانپور کے جنرل سکریٹری ہیں۔
ماہنامہ ''بانگ حراء'' لکھنؤ کے ایڈیٹر ہیں۔
اور ندوہ کمپیوٹر سنٹر، لکھنؤ کے منیجر ہیں۔

❁❁❁

مقدمہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

پیش نظر مختصر سا رسالہ ''ہندوپاک کے فقہی مکاتب فکر اور اسلامی فرقے'' کا پہلا ایڈیشن ۱۹۹۲ء میں اور دوسرا ایڈیشن فروری ۲۰۰۰ء میں شائع ہوا تھا۔

موضوع کے اعتبار سے اردو زبان میں ایسا کوئی رسالہ میرے علم میں نہیں ہے، جس میں اتنی جامعیت سے فقہی مکاتب اور اسلامی فرقوں کا تعارف کرایا گیا ہو، اور عام پڑھے لکھے شخص کی سمجھ میں بھی آجائے، یہی وجہ ہے کہ اس رسالہ کو کافی مقبولیت حاصل ہوئی، اور لوگوں نے اسے بہت پسند کیا۔

اس کتاب کا تیسرا اڈیشن معمولی اصلاح وترمیم کے بعد ہندی زبان میں پیش کیا جارہا ہے، یہ ترجمہ ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی صاحب نے کیا ہے، ہم ان کے ممنون ہیں ومشکور ہیں۔ اور اب یہ جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام کانپور کی جانب سے شائع کیا جارہا ہے۔

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد عبدالرشید ندوی
ندوی منزل، ٹیگور مارگ، لکھنؤ
۲۰ مئی ۲۰۱۳ء